حاصلِ زندگی

ٹیکسی ڈرائیور نے ہمیں خالد بن ولید روڈ پر باب عمرہ کے عین سامنے اتار دیا۔ ہوٹل کا ایک نمائندہ (بابل) آگے بڑھا۔ بنگالی لہجے میں اردو میں پوچھا "ہوٹل میں کمرہ چاہیئے؟" ہمارے سامنے اس وقت عمرہ کا اہم فریضہ تھا۔ احرام باندھے ہوئے دوسرا دن گذر رہا تھا۔ بلا کشان محبت ہمارے سامنے باب عمرہ سے اللہ کے گھر کی طرف چلے جا رہے تھے۔ کھانے وغیرہ کا کس کو ہوش تھا۔ شامیہ روڈ پر نیو صفا ہوٹل کے عقب میں عمارۃ الغیشاری ہوٹل کی دوسری منزل میں ۳۰ ریال یومیہ پر کمرہ لیا۔ ہمارے پاس صرف ایک شولڈر بیگ تھا۔ وہاں وضو کیا اور لبیک اللھم لبیک کی بابرکت تکرار کے جلو میں ہم دونوں بہن بھائی باب عمرہ میں سے گذر کر اندر برآمدے میں پہنچے ایک رعب، ایک دبدبہ، ایک طنطنہ اور ایک ہمہمہ دل پر طاری تھا کہ کہاں اللہ کا دربار عالی اور کہاں ہم گناہوں سے لدے ہوئے ناہنجار اور نالائق بندے۔ اس کا کرم ہے جو پذیرائی فرمائے ورنہ کس کی مجال! اس بیم و رجا کی کیفیت میں سامنے اللہ کا گھر نظر آیا۔ دعا مانگی اور آہستہ آہستہ آگے بڑھتے گئے۔ اللہ تعالیٰ کی بے پایاں برکات و تجلیات کے سائے میں کہ جو اپنی مخلوق سے ماں کے پیار سے چالیس گنا زیادہ پیار کرتا ہے۔ ایک کیف و سرور کی حالت طاری تھی۔ دعاؤں کے حامل طواف کے سات چکر پورے کیے۔ مقام ابراہیم پر نفل ادا کرنے کے بعد آب زمزم پیا۔ آب زمزم پینے کے لئے زمین دوز دو الگ الگ جگہیں بنائی گئی ہیں مرد ایک طرف جاتے ہیں اور عورتیں دوسری طرف۔ مقام ابراہیم کے بائیں طرف سیاہ رنگ کا ایک بڑا دائرہ ہے۔ اس کے اندر ایک چھوٹے دائرے میں تحریر ہے۔ "بیئر زمزم" (زمزم کا کنواں) یعنی وہ جگہ ہے جہاں حضرت ھاجرہ علیہا السلام اپنے شیر خوار بچے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو چھوڑ کر صفا مروہ کی پہاڑیوں پر پانی کی تلاش میں چکر لگاتی رہیں۔ زہے نصیب! اللہ تعالیٰ نے وہ مقام بھی دکھادیا جہاں لق و دق صحرا میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی معصوم ایڑیوں کی رگڑ سے اللہ تعالیٰ نے تاقیامت جاری رہنے والا کنواں جاری کیا تھا۔ صفامروہ کی سعی کے بعد باہر آکر سر منڈوایا۔

طواف کے دوران ایک خاتون دیکھنے میں آئی کہ غلاف کعبہ پکڑ کر رو رو کر التجائیں کر رہی تھی۔ کافی دیر گذر گئی۔ وہاں کا نظام یہ ہے کہ ایک ہی جگہ پر کسی کو بھی زیادہ دیر تک ٹھہرنے نہیں دیا جاتا کہ دوسرے آنے والے بھی مستفیض ہوسکیں۔ مثلاً حجر اسود پر شرطہ (سپاہی) اکثر آواز لگاتا رہتا ہے کہ "حاجی یلّہ، ھذا حجر لاینفع ولا یضر"۔ حاجی بس کرو یہ پتھر ہے نہ نفع دے سکتا ہے نہ نقصان۔ ڈیوٹی پر کھڑے شرطے (سپاہی) نے اس خاتون کو بھی وہاں سے جانے کے لیے کہا۔ اس نے کوئی پروا نہ کی۔ سپاہی نے ذرا زور سے کہا تو وہ عورت فارسی میں بولی "ایں خانۂ خدا است میاں من واللہ تو کیستی کہ دخل می دہی" (یہ اللہ کا گھر ہے میرے اور اللہ کے درمیان تو کون ہے کہ دخل دیتا ہے؟)

سپاہی مرعوب ہو کر پیچھے ہوگیا اور اس عورت سے تسلی دینے کے لہجے میں بولا۔ لاتحزن واللہ غفور الرحیم (غم

کر! اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے)

طواف کے لئے حجر اسود کے عین محاذ پر برآمدے تک سرخ پتھر کی ایک لکیر لگائی گئی ہے۔ یعنی حجر اسود سے حجر اسود تک سات چکر پورے کرنے کے لیے وہ ایک حد مقرر کی گئی ہے کہ حاجی جب اس لکیر پر پہنچے تو حجر اسود کا بوسہ لے۔ اگر بوسہ نہیں لے سکتا تو وہاں ہاتھ اس کی طرف اٹھا کر "بسم اللہ اللہ اکبر" کہے اور آگے چل پڑے۔ مگر وہاں یہ بات مشاہدے میں آئی کہ اکثر لوگ اس سرخ لائن پر کافی کافی دیر کھڑے دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔ بلکہ بعض کو تو اس لائن پر نفل پڑھتے بھی دیکھا۔ اس سے پیچھے آنے والوں کو دقت پیش آتی ہے۔ گذرنا مشکل ہوجاتا ہے۔ اس دوران اسی لکیر پر ایک بوڑھا اور ایک بڑھیا دیکھنے میں آئے۔ جب بوڑھے نے اونچی آواز میں کعبہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بڑھیا سے کہا "منگ لے ایتھوں جو کجھ منگناں ای فیر نہ کہیں" (جو کچھ مانگنا ہے یہاں سے مانگ لے! پھر نہ کہنا)

وہاں عام طور پر ہندوستان اور پاکستان کے لوگ ہی بوڑھے اور ضعیف نظر آتے ہیں۔ جیسا کہ ہمارے گھروں میں یہ آواز عام سنائی دیتی ہے کہ بس جی! اگلے سال میں نے میاں جی کو حج پر بھیج دینا ہے۔ بچے بچیوں کی شادی اور مکان سے فارغ ہوگیا ہوں ان شاء اللہ اب میں حج پر جارہا ہوں۔ حالانکہ حج عمرہ جوانی کا۔ کہ آدمی زیارات کرسکے۔ زیادہ سے زیادہ عبادت کرسکے اور پھر

در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری
وقت پیری گرگ ظالم می شود پرہیزگار

(جوانی میں توبہ کرنا شیوۂ پیغمبری ہے۔ ورنہ بڑھاپے میں تو ظالم بھیڑیا بھی پرہیزگار بن جاتا ہے۔)

اس معاملے میں وہاں ملائشیاء اور انڈونیشیا والوں کو دیکھا کہ ٹولیاں جن میں جوان مرد و عورت بچے سب شامل ہوتے ہیں بڑے شوق و جذبہ سے، بڑے اہتمام کے ساتھ آتے ہیں۔ ہر ٹولی کا نیا لباس، علیحدہ نشان، علیحدہ رنگ کے پاسپورٹ بیگ ہوتے ہیں۔ جن پر اپنے گروپ کا نام تحریر ہوتا ہے ان کا امیر میگافون پر اپنے افراد کو ایجوکیٹ کرتا ہے، بتاتا ہے، ہم کس جگہ پر کھڑے ہیں، اس مقام کی تاریخ کیا ہے، ہمیں یہاں کیا کرنا ہے۔

حرم کعبہ میں صفائی، پانی، بجلی وغیرہ کا انتظام دیدنی ہے۔ حکومت بہت رقم خرچ کررہی ہے ان میں سے اگر صرف پانی کی بات کی جائے تو قابل داد ہے۔ کہ زائرین کے لئے آب زمزم کا جگہ جگہ بندوبست ہے۔ پورے حرم کعبہ میں اگر ہزاروں کولر ہیں تو ہر کولر کے خانے میں پندرہ بیس ڈسپوزایبل گلاس ہیں جو ایک دفعہ استعمال کے بعد پھینک دیے جاتے ہیں۔ یعنی اگر ہزاروں کولر ہیں تو لاکھوں روزانہ کے حساب سے گلاس استعمال ہورہے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں پوری ایک فیکٹری صرف اسی مقصد کے لئے کام کررہی ہوگی، جہاں روزانہ لاکھوں گلاس ہی تیار ہورہے ہوں گے۔ سعودی حکومت کے لئے اللہ کا گھر دیکھنے اور روضۂ رسول ﷺ کی زیارت کے لئے دنیا جہان سے آنے والے لاکھوں زائرین کی سہولت کے لئے ایسے انتظامات کرنا بلاشبہ بہت سعادت کی بات ہے۔

ہر نفس روشنی ہر نظر روشنی
ہے مدینے کا سارا سفر روشنی

مدینہ کا بس سٹاپ مسجد نبوی ﷺ کے بالکل قریب ہے ۔ جب ہم بس سے اترے تو مسجد نبوی ﷺ

کے میناروں سے مغرب کی اذان آ رہی تھی۔ لوگوں کا ایک سمندر مسجد کی طرف رواں دواں تھا۔ جیسے رحمت و برکت کا ایک دریا ٹھاٹھیں مار رہا ہو۔ میں دروازے پر رک گیا۔ ایک طرف یہ خیال کہ ہمشیرہ ساتھ ہیں۔ پہلے کسی ہوٹل کا پتہ کیا جائے اور دوسری طرف مسجد نبوی ﷺ کی نماز باجماعت، میں ابھی اس تذبذب میں تھا کہ پیچھے سے آواز آئی۔ "تسی بیگ او تھے رکھ دیو کوئی نئیں چکے گا۔ مرداں دا ٹائلٹ اووے تے عورتاں دا او۔ سامنے عورتاں دی نماز ادا کرن دی جگہ الگ۔ نماز پڑھ کے او وڈھے ہوٹل دی بیک تے چلے جاناں۔ اوتھے سستے تے اچھے ہوٹل نے۔ تے جے تسی نماز پڑھ کے ای آجاؤ تے میں تہانوں ہوٹل چھڈ آواں گا"۔ (آپ بیگ وہاں رکھ دیں۔ کوئی نہیں اٹھائے گا۔ مردوں کا ٹائلٹ وہ ہے اور عورتوں کا وہ، سامنے عورتوں کے لئے نماز کی جگہ الگ ہے۔ نماز کے بعد آپ وہ اونچے ہوٹل کے پیچھے چلے جانا وہاں آپ کو سستے اور اچھے ہوٹل مل جائیں گے اور اگر آپ نماز کے بعد یہیں میرا انتظار کریں تو میں آپ کو ہوٹل چھوڑ آؤں گا۔)

واہ سبحان اللہ! وہاں دعا کی قبولیت کا یہ عالم ہے کہ دل کی بات جاننے والے نے اپنے پیارے نبی ﷺ کے صدقے اسی وقت ہماری تشویش کو کس طرح ایک ہی لمحے میں تشفی میں بدل دیا۔ نماز کے بعد ہم اسی جگہ گیٹ پر آ گئے اور وہ اللہ کا بندہ ہمیں اپنی کار میں بٹھا کر اپنے بیٹے (فیصل) کی دکان پر لے آیا اور اسے کہا کہ بھائی صاحب کو امین صاحب کے پاس "دار حامد الرحیلی" لے جاؤ اور انہیں کہو کہ نیچے والی منزل میں اچھا سا کمرہ انہیں دیں۔ ۲۵ ریال یومیہ پر ہمیں اچھی رہائش مل گئی یہ ہوٹل مسجد امام بخاری رحمۃ اللہ اور مسجد ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان واقع ہے، جہاں سے مسجد نبوی ﷺ بمشکل پانچ سات منٹ کے پیدل فاصلے پر ہوگی۔ ہمارے محسن کا نام فصیح احمد تنویر ہے جو پاکستان کے شہر گجرات کے رہنے والے ہیں اور آج کل سعودی عرب میں انجینئر کے عہدے پر کام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت و عافیت سے رکھے کہ بعد میں بھی انہوں نے ہماری ہر ضرورت کا خیال رکھا۔

تین دن مکہ مکرمہ میں گذارنے کے بعد ۳۰ اکتوبر ۱۹۹۵ء کو ہم مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوئے۔ سعودی ایئر لائنز کی طرف سے اگرچہ اس سہولت کی پیشکش موجود تھی کہ اگر کوئی مسافر جدہ سے مدینہ اور مدینہ سے جدہ بذریعہ جہاز جانا چاہے تو بغیر کرایہ کے آجا سکتا ہے۔ مگر میرے دل میں یہ خواہش تھی کہ مکہ سے ہجرت کر کے رسول اللہ ﷺ جن راہوں سے گذرے ہیں ان راہوں کی زیارت کی جائے کہ:

نفس نفس پہ برکتیں قدم قدم پہ راحتیں
جہاں جہاں سے وہ شفیع عاصیاں گذر گیا
جہاں نظر نہیں پڑی وہاں ہے رات آج تک
وہیں وہیں سحر ہوئی جہاں جہاں گذر گیا

صبح کوئی گیارہ بجے بس مکہ سے چلی۔ ٹریفک کا ون وے نظام ہے۔ تین کھلی سڑکیں جانے کے لئے ہیں اور تین آنے کے لئے راستے پر جگہ جگہ تختیاں نصب ہیں۔ جن پر موٹی لکھائی میں الحمد للہ، سبحان اللہ، اللہ اکبر، سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔ اور کلمہ طیبہ تحریر کیا گیا ہے۔ کالے سیاہ چٹیل پہاڑوں کے دامن میں سڑک کے دونوں

طرف مسلسل لوہے کی باڑھ لگائی گئی ہے کہ کوئی جانور وغیرہ ٹریفک میں رکاوٹ نہ بن سکے۔ جگہ جگہ ایسے سٹاپ آتے ہیں جہاں ایک مسجد، ایک ہوٹل، ایک جنرل سٹور، ایک پٹرول پمپ اور ورکشاپ موجود ہے۔ نماز ظہر کی ادائیگی کے لئے بس ایک جگہ ٹھہری۔ کھانا کھایا، مغرب کے قریب ہم مدینہ منورہ کی چیک پوسٹ پر پہنچ چکے تھے۔ سپاہی اندر آیا اور سب سے پہلے اس نے اونچی آواز میں "السلام علیکم" کہا۔ جب کہ یہاں پاکستان میں سب سے پہلے بدزبانی اور گالیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ شاید یہاں کی پولیس کی شناخت ہی یہی ہے۔ سب کے پاسپورٹ چیک کئے گئے۔ شام کوئی پونے چھے بجے ہم مسجد قبا سے گذرے۔ مکہ سے ہجرت کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مدینہ سے پہلے یہیں آرام فرمایا تھا۔

ایک گھنٹہ راستے میں قیام کر کے تیز رفتار بس کے ذریعے جدید سہولیات کے ساتھ ہم کوئی ساڑھے چھے گھنٹے میں مدینہ پہنچے تھے۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آج سے چودہ سو ستر سال پہلے جب یہ راستہ لق و دق صحرا تھا، دور دور تک پانی کا نشان تک نہیں ملتا تھا۔ کتنے مصائب و مشکلات کے ساتھ رسول پاک ﷺ اپنے یار غار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی رفاقت میں کن حالات میں پیدل مدینہ پہنچے ہوں گے۔

زہے نصیب! کہ مدینے کے کوچہ و بازار ہمارے سامنے تھے۔ کہاں شہر آرزو مدینہ اور کہاں یہ بندہ کمینہ!

نگاہیں نبی کے کوچہ و بازار پر ہیں   رسول اللہ کے دربار پر ہیں - مدینہ کے مسافر آ رہے ہیں

مدرسہ ختم نبوت مسجد احرار ربوہ

دارالکفر والارتداد ربوہ میں مسلمانوں کا عظیم تعلیمی و تبلیغی مرکز

ڈیڑھ سو سے زائد طلباء و طالبات قرآن کریم کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ بخاری پبلک سکول میں پرائمری تک طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ مدرسہ پچاس سے زائد طلباء رہائش پذیر ہیں۔ مدرسہ کی توسیع کے لئے مزید دو کنال زمین کی خرید اشد ضروری ہے۔ درسگاہوں اور مسجد اور مسجد کی تعمیر تکمیل کے مراحل میں ہے۔ اپنے عطیات، زکوٰۃ و صدقات اس کارِ خیر میں دے کر اجر حاصل کریں۔

ترسیل زر کے لئے:۔

سید عطاء المہیمن بخاری، منتظم مدرسہ ختم نبوت، مسجد احرار ربوہ ضلع جھنگ۔ فون: (04524)211523

(بقیہ از ص ۳۴)

نے پہلے انبیاء اور آخری رسول ﷺ کو اسی لئے مبعوث کیا تھا کہ وہ لوگوں تک کتاب و حکمت کی تعلیمات پہنچائیں اور ان کے نفوس کا تزکیہ کریں۔ اس چیز کو آج کل کی زبان میں دعوت و اصلاح اور تعلیم و تربیت کہا جاتا ہے۔ سیاست بھی دینی تعلیمات کا اہم جزو ہے۔ اس لئے اس سے صرف نظر ممکن نہیں۔ بات صرف سیاسی طریقہ کار اور حکمت عملی کی ہے اور یہ کوئی مخصوص چیز نہیں۔ ایک طریقہ اگر ناکام ہوگیا ہے تو دوسرے طریقوں پر غور کرنے میں آخر حرج کیا ہے؟